تعزیت

علامۂ ہندی آیۃ اللہ سید احمد طاب ثراہ

ہر قوم وملت میں قدیم الایام سے مرنے والے کی تعزیت کا رواج ہے اقوام متمدن ہوں یا غیر متمدن حتیٰ کہ وحشی وبربری تک رواسم عزاداری سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ تاریخ کی جب سے بنیاد ہے تعزیت کی رسم کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے طریقے کچھ بھی ہوں کم وبیش یہ رسم فطرت کے ساتھ ساتھ حتیٰ کہ بعض حیوانات بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ کوے، بندروں تک میں ایک فرد کے مرجانے پر خاص مظاہرے ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مذاہب عالم میں بھی اس کی روک ٹوک نہیں ہے اور اس فطری جذبہ کی پامالی کا کسی کو بھی خیال پیدا نہیں ہوا ہے البتہ غلط رواسم مخرب اخلاق باتوں سے روک کر اصلاح بیشک کی گئی ہے۔

تعزیت کے افادی پہلوؤں سے کسی قوم اور کسی مذہب نے کبھی اغماض نہیں کیا ہے۔

تعزیت میت کے پرستاروں عزیزوں کے غم میں شرکت اور ان کی تسلی کا باعث ہے۔

تعزیت میں میت کے اچھے صفات کو یاد دلا کر دوسروں کو اچھائی کی تعلیم اور خود کو اچھائیوں سے متصف کرنے کی کوشش ہے تعزیت میں مرنے والے کے تاریخی حالات کا تذکرہ اور تاریخیں دلچسپیوں کا فراہم کرنا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حکماء وفلاسفہ تک نے تعزیت کر کے دوسروں کو تعلیم دی اپنی نکتہ رسی اور تحقیق کا ثبوت دیا تعزیت سے مرنے والے کی تاریخ قائم کی۔

اسکندر بن قیس کا وزیر نیلمن فیلسوف" اسکندر کی نعش کو سونے کے تابوت کے اندر رکھ کر شہد سے بھر دیتا ہے اور حکماء وفلاسفہ کو جمع کر کے مختصر جملوں میں تعزیت کا حکم دیتا ہے سب سے پہلے خود اس طرح سے تعزیت کرتا ہے:

"آج کا دن عبرت کے لئے سب سے بڑا دن ہے۔ آج کے دن سے پہلے جو خرابیاں نہیں پلٹ پڑیں اور اچھائیاں منھ پھیر کر رخصت ہوگئیں جو شخص اس پر رونا چاہتا ہے، جس کا ملک برباد ہوگیا، اس کو چاہئے رولے"

حکیم افلاطون نے کہا "اے کوشش کرنے والے تو نے اس مال کو جمع کیا جس نے تجھ کو رسوا کر دیا پھر یہی وہ مال تیرے ہاتھ سے چلا گیا اور اس کا خمیازہ تجھ کو بھگتنا پڑا اور دوسروں نے اس سے لطف اٹھایا۔"

ارسطاطالیس نے کہا "ہائے اسکندر ہمارے پاس سے بولتے ہوئے اٹھے اور جب واپس ہوئے تو خاموشی ہے۔"

حکیم ثاون نے کہا "اسکندر کی رعیت سے کہہ دو آج کا وہ دن ہے کہ رعیت اپنے بادشاہ کی اور راعی کی نگہبانی کرے۔"

حکیم فیلن نے کہا "کیا کوئی ایسا ہے جو ہمارے

بادشاہ کی ہم کو تعزیت دے اور خود اس پر یہ مصیبت نازل نہ ہوئی ہو۔''

ایک اور حکیم نے کہا ''یہ وہ راستہ ہے جس پر ہر شخص کو چلنا ضرور ہے تمہاری پسندیدگی جیسی فانی زندگی کے لئے ہے ویسی ہی باقی زندگی پر رقبت کرنا چاہئے۔''

ایک اور حکیم نے کہا ''عبرت حاصل کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ کل کے روز اسکندر سونے کے خزانوں کا مالک تھا اور آج وہ خود سونے کا خزانہ ہے۔''

ایک اور حکیم ''اے اسکندر عنقریب تم سے وہ شخص مل جائے گا جو تمہارے مرنے سے خوش ہوا جس طرح سے تم مل گئے اس شخص سے جس کے مرنے سے تم خوش ہوئے''

حکیم ٹوس ''تعجب نہ کرو اس شخص پر جس نے اپنی زندگی میں کبھی وعظ نہ کی لیکن مرنے کے بعد وہ واعظ ہو گیا۔''

حکیم مطرن نے کہا ''اے وہ شخص جو کل تک اپنی ہی سب کو سناتا تھا اور کوئی تجھ کو سنا نہ سکتا تھا لیکن آج تو بھی سنتا ہے جو ہم کہتے ہیں۔''

حکیم سی سی توس ''اس بادشاہ نے ہزارہا کو مار ڈالا تا کہ خود زندہ رہے اور پھر بھی زندہ نہ رہ سکا اور وہ کیا کرے جو موت کو نہ ٹال سکے کسی کو مار کر ہی۔''

ایک دوسرے حکیم نے کہا۔ ''اسکندر نے اپنے کلام سے ہم کو ایسا سبق نہ دیا جیسا کہ اس نے خاموش ہو کر سبق دیا۔''

ایک اور حکیم ''اے وہ شخص جس کے محکم قلعے اب تک دوسروں کو خوفزدہ کئے ہوئے تھے آج وہی قلعے ان کو اطمینان وامنیت کی خبر دے رہے ہیں۔''

ایک اور حکیم ''مرنے والوں کے لئے موت تو بڑی سچی ہے مگر وہ لوگ اپنی آنکھوں کو جھٹلائے اور کانوں کو بہرا بنائے ہوئے ہیں۔''

ایک اور حکیم ''کس قدر سستا ہے آج کا دن لوگوں کے لئے کہ تیرے تابوت کی طرف سب متوجہ ہیں۔''

حکیم فلیقطن ''جب دنیا کا یہ انجام ہے تو زاہدی اچھا ہے۔

ایک اور حکیم۔ لوگوں اس شخص پر نہ رو جس پر اب رونا بے سود ہے بلکہ اب اپنے حال پر رو۔''

ایک اور حکیم ''اے بادشاہ جب تو اپنے رہنے کے لئے ایک وسیع ملک چاہتا تھا آج تجھ کو اس تنگ مکان میں کیسے قرار آئے گا۔''

ایک اور حکیم ''جب موت آتی ہے تو سب روتے ہیں اور موت ہر روز کھڑی ہے لہٰذا ہر روز رونا چاہئے۔''

ایک اور حکیم ''تجھ پر لوگ رحم کرتے ہیں اور آج تو قابل رحم ہے۔ کل تو بلند مرتبہ تھا اور آج پست مرتبہ ہے۔''

ایک اور حکیم ''اے وہ شخص جس کے غضب سے لوگ تھراتے اور تختہ تک کسی کی پہنچ ممکن نہ تھی۔ اب کیوں غصہ کر کے موت کو نہیں نکال دیتا اور کیوں ذلت کو گوارا کئے ہوئے ہے۔''

ایک اور حکیم ''سکندر کسی نصیحت سے ایسا نصیحت پذیر

نہیں ہوا جیسا کہ اپنی موت سے۔''

ایک اور حکیم ''اے بادشاہ تیری آواز سے لوگ ڈرتے تھے اور تیری مملکت بلند تر تھی اور اب تیری آواز قطع ہوگئی اور تیری بادشاہت پست ہوگئی۔''

ایک اور نے کہا ''اے بادشاہ پہلے تو احسان کرنے پر قادر تھا اور ہم بات بھی نہ کر سکتے تھے اور اب باتیں کر رہے ہیں۔''

ایک اور نے کہا ''اے بادشاہ کل تخت سے سب خوفزدہ تھے آج تجھ سے کوئی خوف نہیں کھاتا۔

ایک اور نے کہا ''کل تک تو رعیت کے انتظام میں تھا آج رعیت تیرا انتظام کر رہی ہے۔ اگر سکون و وقار گذشتہ زمانہ میں بھی آج سا ہوتا تب تو بڑا حکیم تھا۔''

مذکورہ تعزیتوں کے بعد فلاسفہ کے تعزیتی مجمع میں سناٹا چھا جاتا ہے اس وقت ''دوشنگ'' ''شاہ عجم'' ''داریوس'' کی بیٹی ''اسکندر'' کی ملکہ کھڑی ہوتی ہے اور تابوت پر رخسار رکھ کر کہتی ہے:

اے اسکندر جب تو میرے باپ پر غالب آیا تھا اس وقت سے میں سمجھتی تھی اب تجھ پر کوئی غالب نہ آسکے گا اس کے بعد حکماء کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی جو کچھ تم سب نے کہا اگر یہ ہذیان و غلط ہے تو یاد رکھو کہ جس کاسۂ موت کو اسکندر نے پیا ہے وہ تمہارے پینے کے لئے بھی چھوڑ گیا ہے جو تم کو پینا ہے اور واقعی تعزیت تھی تو تم بھی اس کے جواب پر تیار رہو تم کو بھی موت آنا ہے تم کو چاہئے کہ اپنے اقوال کو افعال سے مطابق رکھو کیونکہ موت سے تم بھی بے خوف نہیں ہو۔''

پھر سکندر کی ماں آئی اور ان فلاسفہ نے خوب تعزیت دی ہائے وہ شے جس سے میں اپنے بچے کے لئے ڈرتی تھی (موت) اور ہمیشہ اس کے بچانے کی کوشش کی اور اس تک پہنچ گئی۔ نہ وہ بادشاہت رہی نہ بادشاہ رہا۔ پھر لوگوں کو بھی دنیا میں زاہدانہ زندگی کرنا لازم ہے یعنی تمہاری تعزیت کو قبول کیا اب میں حکم دیتی ہوں کہ میرے بچہ کو تم لوگ سپرد خاک کردو۔''

مذکورہ مختلف تعزیتوں سے ایک فلسفی اور محقق موت وزندگی کے مسئلہ کو حل کر سکتا ہے۔ اسکندر کی زندگی کی فلسفیانہ تاریخ لکھ سکتا ہے۔ حکماء وفلاسفہ کی تحقیق وذہانت اور ان کے مختلف نظریوں کی داد دے سکتا ہے۔

حکماء کے محققانہ انداز بیان سے فلسفی اخلاقی معاشرتی ادبی، حیاتی، نفسانی مسائل کی جانچ کر سکتا ہے۔ خود حکماء کی قابلیتوں ذہانتوں کے توازن پر تبصرہ ہو سکتا ہے۔ سکندر کی سیاست وحکومت اور ہر حکماء کے خیالات معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ غرضکہ تعزیت کے افادی پہلو تعزیت کنندہ کے الفاظ سے بہت زاید معلوم ہیں جن سے انکار ممکن نہیں ہے اور رسم تعزیت کے روکنے والے اور مٹانے والے تاریخی فلسفی، اخلاقی، معاشرتی، ادبی، حیاتی اور نفسیاتی محروم ہیں۔

عزاداری امام حسینؑ

اگر عزاداری امام حسینؑ کی عقلی اصلاح کردی جائے تو بیشک اس کا ہر ہر پہلو انسان کی ہر شعبہ زندگی میں انقلاب

پیدا کردے۔لیکن

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

امام حسینؑ کی تعزیت کرنے والا اس دور یزیدی میں کون تھا۔ پھر بھی اس وقت سے آج تک اور آج سے قیامت تک دوست و دشمن نے جس جس طرح اور جس رنگ میں تعزیت کی ہے اس پر کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔لیکن امام حسینؑ کی چہیتی بہن نے اپنے بھائی کی تعزیت میں یہ چند فقرے فرمائے ہیں جن کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں ان مختصر الفاظ میں پوری سیرت حسینی کی تصویر کشی فرمائی ہے۔

جناب زینبؑ خاتون بے قرار ہوکر فرماتی ہیں:

آج میرے جد بزرگوار رسولؐ خدا کی وفات ہوئی۔ آج میرے باپ علیؑ مرتضیٰ دنیا سے گذر گئے۔آج میری ماں فاطمہ زہراؑ دنیا سے سدھاریں۔آج میرے بھائی حسنؑ مجتبیٰ راہی جنت ہوئے۔آج آل عبا کا خاتمہ ہوگیا۔''

یہ وہ الفاظ تعزیت ہیں جو امام حسینؑ کے اخلاق ان کی پاکیزہ سیرت ان کی علم وحکمت ناموس ان کے وقار اسلامی اور ان کی شرافت وشان کی پوری ترجمانی کرتے ہیں۔

۞۞۞

مطبوعات مؤسسۂ نور ہدایت

(۱) امام زین العابدینؑ کی زندگی (ایک تحقیقی مطالعہ) ترجمۂ تصنیف رہبر انقلاب اسلامی آیۃ اللہ سید علی خامنہ ای مدظلہ مطبوعہ ۲۷/رجب ۱۴۲۴ء مطابق ۲۵/ستمبر ۲۰۰۳ء (قیمت:۳۵روپۓ)

(۲) تصوّر مہدیؑ ترجمۂ تصنیف آیۃ اللہ شہید السید باقر الصدرؒ مطبوعہ ۳/شعبان ۱۴۲۴ھ مطابق ۳۰/ستمبر ۲۰۰۳ء (قیمت:۲۵روپۓ)

(۳) نشان راہ (ہندی) ترجمہ مقالات مجاہد ملت مولانا سید حسن ظفر نقوی کراچی مطبوعہ جون ۲۰۰۵ء (قیمت:۴۵روپۓ)

(۴) گلکدۂ مناقب (کلام خطیب اعظم فاطرؔ جائسی، علامہ گہرؔ جائسی وحسان الہند مولانا کاملؔ جائسی) مرتبہ مولوی حیدر علی مطبوعہ جولائی ۲۰۰۵ء مطابق جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ (دوسرے ایڈیشن کا انتظار کیجئے)

(۵) علمدار کربلا (ہندی) تصنیف جناب شکیل حسن شمسی صاحب لکھنوی مطبوعہ اگست ۲۰۰۵ء (دوسرے ایڈیشن کا انتظار کیجئے)

(۶) انسان اعظم تصنیف حکیم الامت آیۃ اللہ سید احمد صاحب قبلہ، مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۶ء (قیمت:۱۰۰/روپۓ)

(۷) امیر مختارؒ تصنیف مولانا حسن ظفر نقوی پاکستان، مطبوعہ جنوری ۲۰۰۷ء (قیمت:۱۲۰روپۓ)

(۸) ہندوستان میں شیعیت کی تاریخ اور وصیت نامہ حضرت غفران مآبؒ مطبوعہ نومبر ۲۰۰۶ء (قیمت: ۳۰/روپۓ)

(۹) محکم آیات تالیف ڈاکٹر رضا حسین نقوی رمزؔ، مطبوعہ نومبر ۲۰۰۷ء (قیمت: ۳۰/روپۓ)

(۱۰) تذکرۂ علماء وفقہاء خاندان اجتہاد حصہ اول تا ششم مطبوعہ اکتوبر ۲۰۰۲ء مطابق ۱۴۲۳ھ تا نومبر ۲۰۰۷ء مطابق ذی قعدہ ۱۴۲۷ھ (قیمت:۱۸۰/روپۓ)